THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

ائمہ نقاد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے رواۃ پر جرح و تعدیل

(اختلافاتِ محدثین کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

CRITICISM OF AIYMA NAQAAD (THE CRITICS) ON THE RAVI IN THE TERM OF PERSONAL STATUS RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY OF DIFFERENCES OF MUHADDITHIN

1. **Muhammad Rizwan**

Ph.D Scholar, Dept of Islamic Studies, UOL, Lahore, Pakistan.

Email : rizwan4699@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-9257-3679

2. **Shahzada Imran Ayub**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.

Email: drhfzimran@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

To cite this article:
Muhammad Rizwan Din, Shahzada Imran, "CRITICISM OF AIYMA NAQAAD (THE CRITICS) ON THE RAVI IN THE TERM OF PERSONAL STATUS RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY OF DIFFERENCES OF MUHADDITHIN| The Scholar-Islamic Academic Research Journal." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 5, No. 2 (December 16, 2019): 65–80.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue9ar4
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue9a4
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-12-16

ائمہ نقاد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے رواۃ پر جرح و تعدیل

(اختلافاتِ محدثین کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

CRITICISM OF AIYMA NAQAAD (THE CRITICS) ON THE RAVI IN THE TERM OF PERSONAL STATUS RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY OF DIFFERENCES OF MUHADDITHIN

Muhammad Rizwan, Shahzada Imran Ayub

ABSTRACT:

There is no work of the world in which man is involved and there is no disagreement. So disagreement is a natural process between human beings. People have different views and opinions in their ways of life according to their knowledge and wisdom. Religion and culture also affect people's thinking. As ordinary human beings, there has been a difference of opinion between Mohaddethin in regard of the health and weaknesses of Rawayan-e-Hadeeth. But it is extremely important to understand the disagreement of critics (Aima-Niqad) and evaluate their causes compared to differences in all walks of life. Because it is related to Hadith-e- Rasool which is the interpretation of Quran and the second primary source of Islam. So that the doubts and suspicions created in the mind of people can be removed. Basically, the disagreement in trustworthiness and duplication of Ruwath is either according to the personal status of critics or principles of Jarah-o-Tadeel and in the term of their application. According to the personal status of critics there are many causes of disagreements of Mohaddethin. Aima-Niqad are different about the vastness of knowledge from each other. Due to this difference of knowledge, some Mohaddethin are familiar with the living condition of all narrators but some Mohaddethin are not aware of the general conditions or specific weakness of some narrators. Due to this difference in knowledge, Mohaddethin disagree in ordering the narrators. Some times this difference of knowledge is in the Hadith. Some of the critics are familiar with all the Hadith of the narrator. But some Aima-Niqad are ignorant of the all Hadith of narrator or Hadith of any particular shiekh or the city which are not trustworthy. Due to this reason there is a

disagreement in ordering the narrators. Due to different temperaments, some become violent, aggressive and some become moderate in ordering the Hadith. So, different natures of Mohaddethin are also effective on the narrators. Some, critics due to the achievement of worldly goals, impose unjust ruling, due to their difference in the opinion of Mohaddethin about the narrators. Mistakes are the weakness of human beings, some Mohaddethin also made a mistake in the matter of ruling on Rawayat, due to reasons of human weakness there is a disagreement with the other Mohaddethin.

Keywords: Disagreement, Religion, Ravi, Hadith, Mohaddethin, Zaief, Jarh, T`adeel.

کلیدی الفاظ: راوی، اختلاف، ائمہ، جرح وتعدیل، حدیث، محدثین

تعارف:

کتاب اللہ اور حدیثِ نبوی اسلام کے تشریعی ماٰخذ میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ قرآنِ حکیم کی تفہیم حدیثِ رسول کے بغیر ممکن نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا بلکہ علماء ومحدثین کے ذریعے احادیث کو بھی محفوظ کرنے کا اہتمام فرمایا۔ محدثینِ عظام نے نہ صرف احادیث کو انتھک محنتوں سے جمع کیا بلکہ سنت کی حفاظت کے لئے بڑی جاں فشانی اور عرق ریزی سے اصولِ حدیث، جرح وتعدیل اور اسماء الرجال جیسے بے مثل علوم متعارف کروائے اور حدیث کی صحت وضعف کے لئے اصول وضوابط مقرر کیے تاکہ کسی غیر کی بات کو حدیثِ نبوی کا درجہ حاصل نہ ہوسکے۔ لیکن بعض احادیث کی تصحیح وتضعیف میں محدثین کرام کے باہمی اختلافات پائے جاتے ہیں، حدیث کی صحت وضعف میں اختلافات نہ صرف لوگوں کے دلوں میں بہت سے سوالات اور اشکالات پیدا کرتے ہیں بلکہ بعض لوگ احادیث پر عمل کے متعلق بھی تردد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر احادیث رسول کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں تو نہ صرف شریعت اسلامیہ کی بنیادیں کمزور ہوتی ہیں بلکہ منکرین حدیث کو بھی سادہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور محدثین پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور پھر حدیث نبوی فقہ اسلامی کے بڑے مصادر میں سے ایک ہے اس کی صحت وضعف میں اختلافات کی وجہ سے فقہی مسائل میں بھی اختلافات پائے جاتے ہیں جو بسا اوقات کم علمی کی وجہ سے عامۃ الناس میں تفریق اور نزاع کا باعث بنتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ محدثین کے حکمِ حدیث پر اختلافات کے اسباب کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ کیا جائے تاکہ لوگوں کے شکوک وشبہات

دور ہو سکیں اور حدیث و محدثین کا دفاع کیا جاسکے۔

رواۃ پر حکم لگانے میں اختلاف کی اقسام:

تحقیقِ حدیث کے حوالے سے ائمہ حدیث بنیادی طور پر تین چیزوں کا لحاظ رکھتے ہیں: راوی کا کردار، اتصال سند اور تصحیح متن، لیکن ان میں سے راوی کا کردار یعنی عدالت و ضبط کو جاننا بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ جمہور ائمہ حدیث اور فقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ راوی کی روایت کے مقبول ہونے کے لئے اس کا عادل اور ضابط ہونا شرط ہے۔[1]

راوی پر حکم لگانے کے حوالے سے محدثین کے اختلافات کی دو بنیادی اقسام ہیں:

1. **ناقد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے:** بعض اوقات نقد کرنے والے ائمہ حدیث کے علم و معرفت میں تفاوت اور فطری طبیعت کے مختلف ہونے کی وجہ سے راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔
2. **جرح و تعدیل کے قواعد کے لحاظ سے:** راوی کے رد و قبول کے لئے محدثین نے جرح و تعدیل کے جو قواعد وضع کئے ہیں ان قواعد یا پھر ان کی رواۃ پر تطبیق میں محدثین کے ہاں اختلافات پائے جاتے ہیں۔

چونکہ ہمارا عنوان مذکورہ پہلی قسم سے متعلق ہے اس لئے پیش نظر مقالہ میں اسی کو زیر بحث لایا جائے گا۔

ائمہ نقاد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے رواۃ پر جرح و تعدیل کے اسباب

1. راوی کے حالاتِ زندگی سے عدم واقفیت:

ائمہ حدیث اپنی علمی وسعت، رواۃ کی معرفت اور علمِ حدیث میں پختگی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اسی علمی تفاوت کی بدولت اکثر محدثین تو تمام رواۃ کے حالات سے باخبر تھے لیکن بعض محدثین سے کچھ راویانِ حدیث کے احوال پوشیدہ رہے۔ اسی طرح محدثین کرام نقدِ رواۃ کے میدان میں بھی مختلف تھے کسی نے تمام رواۃِ حدیث پر کلام کیا تو کسی نے بعض پر۔ جیسا کہ امام ذہبی فرماتے ہیں" جرح و تعدیل میں لوگ جن کے اقوال قبول کرتے ہیں ان کی تین اقسام ہیں؛ ایک جنہوں نے اکثر رواۃ پر کلام کیا جیسا کہ ابن معین اور ابو حاتم الرازی۔ دوسرے جنہوں نے زیادہ رواۃ پر کلام کیا جیسا کہ مالک اور شعبہ اور تیسرے جنہوں نے چند لوگوں پر کلام کیا جیسا کہ ابن عیینہ

1 Ibn Al-salah, Usman bin Abd ul Rahmam, **Muqadma Ibn al-Salah**, Tahqeeq: Noor al deen Atr (Suriya: Mktaba, Dar al-fikr 1406 AH)P:104

اور شافعی۔"[2] الغرض علم کی وسعت وگہرائی میں تفاوت بھی نقدِ رواۃ میں اختلاف کا ایک سبب بنا،جو محدث جس راوی کے بارے میں جتنا علم رکھتا تھا اسی کے مطابق اس پر حکم لگادیا،ایک ناقد کسی راوی کے حالات سے واقف نہیں تھا اس نے اسے مجہول کہہ دیا دوسرا جو اس کے حالات سے باخبر تھا اس نے اس کی توثیق کردی۔اس قسم کی بے شمار مثالیں کتبِ جرح تعدیل میں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ "محمد بن حکم المروزی" کو امام ابو حاتم مجہول کہتے ہیں۔[3] جبکہ امام ذہبی نے اسے صدوق،[4] اور امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔[5] امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں اس سے روایات نقل کی ہیں۔[6] ایک ہی راوی کو ایک محدث مجہول کہہ رہا ہے جبکہ دوسرے اس کی ثقاہت کو بیان کررہے ہیں۔ حقیقت میں یہ اختلاف راوی کے حالات سے عدمِ واقفیت کی بنا پر ہوا،امام ابو حاتم اس راوی کی معرفت نہیں کرپائے جس کی وجہ سے اسے مجہول کہہ دیا حالانکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ

راوی ثقہ ہی ہے جیسا کہ امام ذہبی اور ابن حبان نے وضاحت فرمادی اور امام بخاری کا اس سے روایت لینا بھی اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔

1. راوی کے بعض احوال سے ناقد کی عدمِ معرفت:

ایک راوی عمومی حالات میں تو صحیح ہوتا ہے لیکن بعض احوال میں ضعیف ہوتا ہے تو بعض ائمہ نقاد کو اس کی حالتِ ضعف کا علم نہ ہونے کی وجہ سے عام حالات کے پیشِ نظر اس پر مطلقا صحیح ہونے کا حکم لگادیتے ہیں اور کچھ محدثین اس کی اسی خاص حالت کا اعتبار کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دے دیتے ہیں جبکہ بعض ائمہ نقاد اس کی خاص حالت میں اسے ضعیف اور عمومی احوال میں ثقہ قرار دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ "صالح بن نبہان" ثقہ راوی تھا لیکن

[2] Al-Dahabi, Shams al-Din Muhammad bin Ahmed, **Zikro mn yotamado quloho fil jarhy wattadeel**,Thqeeq:Abdul ul fttah abu Guddah(Beirut:Dar al-Bashaer ,Taba:chaharm1410H)P:171

[3] Ibn e abi Hatim,Abu Muhammad Abdurrhman bin Muhammad Al Tamemi,**Al–jarho wattadeel**(Beirut:Dar Ahyao al-turas al-Arabi,Taba:awwl1271H)7/236

[4] Al-Zahabi,Shams al-Din Muhammad bin Ahmed,**Meezan ul aitidal fi nakq dirrijal**,Tahqeeq,Ali Muhammah al –Bjavi(Beirut:Mktaba,Dar ul marifa litabaati wanashar,Taba:awwl 1382H)3/527

[5] Ibn e Hibban ,Muhammad bin Hibban**,Al-Siqat**(Hyderabad Dakkin:Mktaba:Daeraht Ul maarif al-Usmaniya,Hind Taba:awwl1393)9/134

[6] Ibn e Hjar ,Abu Al-fazal Ahmed bin Ali bin Hjar Al-asqalani**,Hadu al-Sari**(Beirut: Mktaba:Dar ul kutub al Ilmiyya,Taba awwl 2004M)P:417

اس کو آخری عمر میں اختلاط ہو گیا۔[7] جس کی وجہ سے اس پر حکم لگانے میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ امام عجلی اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔[8] لیکن امام ابو زرعہ اسے ضعیف اور ابو حاتم غیر قوی قرار دیتے ہیں۔[9] امام مالک سے جب اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: "لیس بثقۃ" "[10] اس راوی کے متعلق ائمہ نقاد کا اختلاف اس کی حالتِ ضعف یعنی اختلاط کی وجہ سے ہے امام عجلی نے جو اسے مطلقا ثقہ قرار دیا ہے وہ اس کے وقتِ اختلاط کو دیکھے بغیر عمومی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے حکم لگایا، جن ائمہ نے اس کو ضعیف قرار دیا انہوں نے حالتِ اختلاط میں اس سے ملاقات کی اسی بنا پر اس کی احادیث کو رد کر دیا اور جو دونوں حالتوں سے واقف تھا اس نے اختلاط سے پہلے کی روایات کو درست اور بعد والی کو ضعیف قرار دیا۔

اسی طرح ''عبد الغفار بن قاسم'' راوی کے بارے میں محدثین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام احمد اسے: "غیر ثقہ "[11]، امام یحیی بن معین : "لیس بشیٔ" امام ابو زرعہ : "کمزور" [12] کہتے ہیں۔ امام ابن عدی اس کے بارے: "وکان غالیا فی التشیع" [13]، ابو حاتم "ھو متروک الحدیث کان من رؤساء الشیعۃ" [14] اور امام علی بن المدینی "وکان یضع الحدیث" .[15] کہتے ہیں۔ گویا جمہور ائمہ حدیث نے اس پر کلام کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام شعبہ کی اس کے باے میں رائے ان تمام محدثین سے مختلف ہے وہ اسے اچھا خیال کرتے ہیں اور صحیح قرار دیتے ہیں جیسا کہ امام ابو حاتم نے ذکر فرمایا ہے۔[16] در حقیقت امام شعبہ سے اس راوی کے ضعف کے احوال مخفی رہے جس کی

[7] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,4/417

[8] Al-Ajli,Abu Al Hasun Ahmed bin Abdullah bin Salih**, Tarekh al siqab** (Mktaba:Dar la baz ,Taba awwl 1405H)P:227

[9] Ibn e abi Hatim, **Al–jarho wattadeel**,4/418

[10] Ibn e abi Hatim, **Al–jarho wattadeel**,4/417

[11] Ibn e abi Hatim, **Al–jarho wattadeel**,6/52

[12] Ibn e abi Hatim, **Al–jarho wattadeel**,6/53

[13] Ibn e Adi,Abu Ahmed bin Adi Al-jurjani,**Al-kamil fi alzuafa**,Tehqeeq:Adil Ahmed Abdulmujood,Ali Muhammad Muawwaz(Beirut:Mktaba:Al kutub alilmiya,Taba awwl 1418H)7/20

[14] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,6/53

[15] Ibn e Adi, **Al-kamil fi alzuafa**,7/18

[16] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,6/54

وجہ سے اس پر حکم لگانے میں اختلاف ہوا، امام ابو داود فرماتے ہیں" اس راوی کے معاملے میں شعبہ کو غلطی لگی ہے"۔ [17]

2. ناقد کا تغیرِ حکم:

راوی کی معرفت کے حوالے سے یہ اختلاف نہ صرف متعدد ائمہ حدیث کے مابین ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات ایک ہی ناقد کے کسی راوی کے بارے میں مختلف اقوال ہوتے ہیں یعنی کسی راوی کے احوال کا ناقد کو علم نہیں ہوتا تو اس پر ضعف یا جہالت کا حکم لگا دیتا ہے لیکن جب وہ تتبع کے بعد اس کے احوال سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے تو اس کے متعلق رائے تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حمید بن قیس الاعرج کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں:"یہ حدیث میں قوی نہیں"۔[18] جبکہ ایک دوسرے قول میں موصوف نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ [19] اسی طرح "سعید بن حسان مخزومی" کے بارے میں امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے۔ جبکہ دوسری مرتبہ جب آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔ [20]

تو ایک ہی ناقد کے راوی کے متعلق متضاد اقوال در حقیقت اس راوی کے بارے میں اجتہادی رائے تبدیل ہونے کی وجہ سے ہیں یعنی پہلے ناقد نے راوی پر حسبِ معلومات حکم لگا دیا لیکن بعد میں اس کے متعلق مزید معرفت نے ناقد کی رائے کو تبدیل کر دیا۔ جیسا کہ عصر حاضر کے محقق مولانا ارشاد الحق اثری فرماتے ہیں:"کسی امام سے جرح وتعدیل کے الفاظ میں اختلاف ہو تو اس کے متعلق اہل علم کے تین اقوال ہیں: ایک یہ کہ یہ اختلاف اجتہاد کے تغیر پر

---

[17] Ibn e Hjar ,Abu Al-fazal Ahmed bin Ali bin Hjar Al-asqalani,**LisanUl-Meezan,**Tahqeeq:Daeratul marif al nizamiya,hind(Beirut,Mktaba:Moassisa tul alami lil mtbooai,Tba:Doom1390H)4/42

[18] Ibn e Hambal,Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad bin Hambal,**Al elal wa marifat alrrijal** Tahqeeq:Wasi allah bin Muhammad Abbas(Riyaz:Mktaba:Dar ul Khanni Taba:Doam1422H)1/398

[19] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,3/227

[20] Ibn e Hjar ,Abu Al-fazal Ahmed bin Ali bin Hjar Al-asqalani,**Tahzeeb Al-Tahzeeb** (Hind: Daeratul maarif al nizamiya,Tata:awwl 1326H)4/16

محمول ہے۔دوسرے یہ کہ ایسی صورت میں تاریخ سے جو آخری قول ثابت ہوا سے ترجیح دی جائے گی، بصورت دیگر توقف کیا جائے گا اور تیسرے تعدیل کو ترجیح ہوگی اور جرح کو کسی مخصوص امر پر محمول کیا جائے گا"۔[21]

بعض اوقات ایک ناقد جب کسی راوی کے حالات سے واقفیت حاصل کرتا ہے اس وقت اس میں کوئی امر قابل جرح نہیں ہوتا تو ناقد اس کی ثقاہت بیان کر دیتا ہے لیکن بعد میں راوی کی حالت تبدیل ہو کر قابل جرح ہو جاتی ہے تو ناقد بھی اس پر ضعف کا حکم لگا دیتا ہے چونکہ تلامذہ نے استاد سے دونوں اقوال سنے ہوتے ہیں اس لئے جس نے تعدیل سنی ہوتی ہے وہ تعدیل بیان کر دیتا ہے اور جس نے جرح کا قول سنا ہوتا ہے وہ جرح بیان کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مجاہد بن سعید کے بارے میں امام یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن آپ ہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حدیث میں ضعیف ہے۔[22] بظاہر اس راوی کے بارے میں ناقد کے دو مختلف اقوال نظر آرہے ہیں لیکن حقیقت میں یہ راوی ثقہ تھا اس لئے امام ابن معین نے اس کی ثقاہت بیان فرمائی لیکن آخری عمر میں اسے اختلاط ہونے کی وجہ سے اس پر ضعف طاری ہو گیا جس کی وجہ سے امام ابن معین نے اس پر ضعف کا حکم لگا دیا۔[23]

3. راوی کی احادیث سے عدم ممارست:

بعض اوقات کچھ ائمہ جرح تعدیل کسی راوی کی تمام احادیث سے صحیح طور پر واقفیت نہیں رکھتے جس کی وجہ سے راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مثلا: ایک محدث کسی راوی کی بعض احادیث میں کوئی غیر مستقیم چیز یا ضعف کی کوئی علت دیکھتا ہے تو وہ انہی احادیث کی بنا پر اس پر مطلقاً ضعف کا حکم لگا دیتا ہے حالانکہ اس کی اکثر احادیث درست ہوتی ہیں یا پھر اس کے برعکس بعض محدثین کسی راوی کی کچھ درست احادیث دیکھ کر اس پر مطلقاً صحت کا حکم لگا دیتے ہیں جبکہ اس کی باقی تمام احادیث ناقابل قبول ہوتی ہیں۔

جیسا کہ امام ابن معین اپنے ایک سفر میں ایک شیخ سے ملے اور اس سے ایک مجلس میں احادیث کی سماعت کی تو آپ نے ان احادیث کو درست پایا، جب موصوف سے اس شیخ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کی توثیق فرمائی

---

21 Al-Asari, Irshad ul Haq, Tozeeh ul Kalam fi wujubil Quraa`t e Khalf al-imam, Idara Uloom Asaryyah, Fesalabad, p:233-234

22 Ibn e abi Khysima,Abu Bakr Ahmed bin abi Khysima,**Al-Tarikh ul Kabeer,**Tahqeeq:Salih bin Fathi Hilal(Qahira,Mktaba Al hadisiyah littibaty wannashar,Taba awwl 1427H)3/117

23 Ibn e Hjar,**Tahzeeb Al –Tahzeeb**,10/40

جب کہ وہ بالا تفاق کذاب راوی تھا اصل میں امام ابن معین نے اس کی صرف درست احادیث کو سن کر ہی اس پر صحت کا حکم لگا دیا حالانکہ وہ اس سے پہلے یا بعد میں مختلط ہو گیا تھا۔[24] اسی طرح ابن جنید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے محمد بن کثیر القرشی الکوفی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا :"اس سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔ پھر ابن جنید نے امام ابن معین کے سامنے اس کی کچھ منکر روایات بیان کیں تو آپ نے فرمایا: "اگر یہ شیخ اس طرح کی روایات بیان کرتا ہے تو وہ کذاب ہے میں نے تو اس شیخ کی صحیح روایات کو ہی دیکھا ہے"۔[25] امام ابن معین نے محمد بن کثیر الکوفی کی جو توثیق بیان کی وہ صرف اس کی درست احادیث کو دیکھنے اور ضعیف روایات سے عدم معرفت کی بنیاد پر تھی جیسا کہ ابن جنید نے جب محمد بن کثیر کی منکر روایات امام ابن معین کے سامنے بیان کیں تو آپ نے اسے جھوٹا قرار دے دیا۔

4. راوی کی بعض شیوخ سے روایات کا ضعیف ہونا:

ایک راوی مختلف شیوخ سے احادیث روایت کرتا ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ راوی جب ایک شیخ سے روایت کرے تو اس کی روایات درست ہوتی ہیں لیکن اگر وہی راوی کسی دوسرے شیخ سے احادیث بیان کرے تو اس کی روایات ضعیف ہوتی ہیں اس بنیاد پر بھی ائمہ حدیث کا راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عمرو بن شعیب کے بارے میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ امام عجلی [26] ،اور یحیی بن معین اسے ثقہ کہتے ہیں۔[27] امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، اسحاق بن ابراہیم اور دیگر ائمہ حدیث اس کی روایات سے حجت لیتے ہیں۔[28] لیکن امام یحیی بن

---

[24] Al-Moallami,Abdurrehman bin Yahya bin Ali**, Al–Tankeel bima fi tanibil kosari minal abateel**(Mktaba:Al Mktabul islamiTtaba:doom1406H)1/256

[25] Ibn e Moeen,Abu Zakrita Yahya bin Moeen,**Sawalat Ibn ul Jonaid li abi Zkriya Yahya bin moeen,**Tahqeeq:Ahmed Muhammd Noor saif(Madinat ul Munwwara:Taba:awwl 1408H)P:489

[26] Al Ajli, **Al-siqaat**, P:365

[27] Ibn e abi Hatim, **Al–jarho wa tt`adeel**, 6/238

[28] Ibn e Hibban,Muhammad bin Hibban bin Ahmed,**Al mjruheen minul mohaddyseen walzoafaei walmatrokeen,**Tahqeeq:Mahmood ibraheam zayid(Hilb,Mktaba:Dar al waei,Taba Awwl 1936H)2/71

سعید القطان کہتے ہیں: ہمارے نزدیک اس کی حدیث ضعیف ہے۔"[29] امام ابن حبان نے اسے مجروحین میں شمار کیا ہے۔[30]

اصل میں عمرو بن شعیب خود ثقہ راوی ہے اور اس سے ثقہ راویوں نے احادیث روایت کی ہیں لیکن جب یہ عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں تو اس میں کچھ محدثین نے کلام کیا ہے۔[31] ان محدثین کی دلیل یہ ہے کہ "عن ابیہ" سے مراد شعیب کے والد محمد بن عبداللہ ہیں اور "عن جدہ" سے مراد شعیب کے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں اور شعیب کا اپنے دادا سے سماع ثابت نہیں بلکہ وہ ان کے صحیفے سے احادیث بیان کرتے تھے۔[32] امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ عمرو بن شعیب بذات خود تو ثقہ ہیں البتہ اگر وہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کریں (تو پھر نہیں)۔ امام احمد کے مطابق اس طریق سے روایت مرسل ہو گی کیونکہ جدہ سے مراد عمرو کے دادا محمد بن عبداللہ ہیں اور ان کی نبی ﷺ سے صحبت ثابت نہیں۔[33] لیکن جمہور محدثین کی رائے اور صحیح بات یہ ہے کہ جدہ سے مراد عبداللہ بن عمرو ہیں اور شعیب کا اپنے دادا سے سماع ثابت ہے اس لئے اس کی روایت صحیح اور حجت ہے۔

5. بعض بلاد کی روایات کا ضعیف ہونا:

بعض اوقات راوی کی ایک شہر میں بیان کردہ روایات صحیح جبکہ دوسرے شہر کی غیر صحیح ہوتی ہیں اسی بنیاد پر بھی ائمہ حدیث کا راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے ایک محدث نے جب راوی کی ایسے شہر کی روایات کو سنا جو درست ہوں تو اس پر ثقاہت کا حکم لگا دیا لیکن جب دوسرے ناقد نے کسی ایسے شہر کی روایات کو سنا جو غیر صحیح ہیں تو اس نے اس راوی کی تضعیف بیان کر دی۔ جیسا کہ ابو قلابہ عبدالملک بن محمد کے بارے میں امام دار قطنی فرماتے ہیں

---

[29] Al-Dahabi,Shams al-Din Muhammad bin Ahmed,**Siyyar Alaminnubala,**Tahqeeq:Mjmoa mi nul muhaqqyqeen biashraf Al shakh Shoeib Al arnaot(Mktaba: Moassisah Alrisalah, Taba: soom1405H) 5/166

[30] Ibn e Hibban, **Al mjruheen**,2/71

[31] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,6/238

[32] Ibid:6/238

[33] Ibn Adi, **Al-kamil,** 6/205

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

''یہ صدوق کثیر الخطاہے''[34] ایک اور جگہ فرماتے ہیں ''یہ اسانید اور متون میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اس لئے جس حدیث کو بیان کرنے میں یہ تنہا ہو گا وہ قابل حجت نہیں''۔[35] جبکہ امام ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''اصل میں یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں بغداد میں بھی رہے اور اس کی اکثر احادیث کو یاد کرنے والے تھے''۔[36]

در حقیقت ابو قلابہ کے متعلق محدثین کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جب تک یہ بصرہ میں تھا تو اس کا حافظہ درست تھا اس لئے اس کی بصرہ میں بیان کی ہوئی احادیث درست ہیں لیکن جب یہ بغداد پہنچا تو اسے اختلاط ہو گیا اس لئے بغداد میں بیان کی ہوئی احادیث زمانہ اختلاط کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہیں۔ جس محدث نے بصرہ کی احادیث کو سنا تو اس نے اس کی تصحیح بیان کر دی اور جس نے بغداد کی روایات سنی اس نے اس کی تضعیف کر دی اور جو دونوں احوال سے واقف تھا اس نے دونوں کے درمیان تمیز کر دی۔

6. سماعتِ حدیث میں اجتہادی خطا:

قراءتِ حدیث کے دوران بعض رواۃ کے دھوکہ دینے کی وجہ سے محدثین سے سماعِ حدیث میں اجتہادی غلطیاں ہوئیں جس کی وجہ سے اس راوی کے متعلق حکم میں بھی محدثین کا اختلاف ہوا یعنی سماعِ حدیث کے وقت جب محدث متوجہ ہوتا تو راوی احادیث کو صحیح پڑھتا، اسی بناپر محدث راوی کو ثقہ قرار دے دیتا لیکن جب اس محدث کی توجہ ہٹ جاتی تو وہ راوی احادیث کو خلط ملط کر دیتا، اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے امام عبد الرحمن معلمی فرماتے ہیں:

امام ابن معین نے جن راویوں کو پایا ان کے معاملے میں ان کی عادت یہ تھی کہ اگر آپ کو شیخ کی ہیئت اچھی لگتی تو اس سے بہت ساری احادیث سنتے، جب اس کی احادیث درست دیکھتے تو اس کے بارے میں یہ گمان کرتے کہ یہ راوی درست ہی احادیث بیان کرتا ہے لہذا آپ اس کی توثیق فرمادیتے جب کہ دیگر محدثین اس کی احادیث بیان

[34] Al-Zahabi, Shams al-Din Muhammad bin Ahmed,**Tazkira Tul Huffaz**(Beirut:Darul kutb al-ilmiya,Taba:awwl 1419H)2/120

[35] Dar Qutani,Abu Al Hasan Ali bin Umar bin Ahmed**, Sowalatul Hakim Al-nasapuri**, Tahqeeq: Mowaffiq bin Abdullah bin Abdulqadir(Riyaz:Mktaba Al Muarif,Taba:awwl 1404H)P:131

[36] Ibn e Hibban,**Al-Siqat**,8/391

Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

کرنے سے بچتے تھے ان رواۃ میں سے ایسا بھی ہوتا جو جان بوجھ کر خلط ملط کرتا لیکن ابن معین کے سامنے درست احادیث پڑھتا اس کے بعد پھر خلط ملط کر دیتا، جب ہم نے ایسے راویوں کو پایا جن کو ابن معین ثقہ کہتے ہیں لیکن دیگر محدثین اسے جھوٹا کہتے ہیں اور اس پر شدید طعن کرتے ہیں تو وہ اسی مثل کے راوی تھے۔ [37]

7. ناقدین کے فطری مزاج میں تفریق:

ہر انسان اپنے ذاتی خصائص اور فطری مزاج کے اعتبار سے دوسروں سے مختلف ہوتا ہے اور یہ فطری مزاج انسانوں کے اقوال وافعال پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں یہی حال حدیث پر حکم لگانے والے نقاد ائمہ حدیث کا بھی ہے کچھ محدثین حدیث پر حکم لگانے میں متشدد، کچھ متساہل اور کچھ معتدل ہوتے ہیں، طبعی لحاظ سے مختلف ہونے کی بناپر محدثین کا کسی راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے جو سخت مزاج ہیں وہ اگر کسی راوی میں ذرا سی بھی غلطی دیکھتے ہیں تو اس کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں بخلاف متساہل اور معتدل ائمہ حدیث کے، اسی طرح جو متساہل مزاج ہوتے ہیں وہ بسا اوقات ضعف ہونے کے باوجود بھی راوی کو ثقہ قرار دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ امام ذہبی ائمہ جرح وتعدیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو تجریح میں شدید اور تعدیل میں منصف ہیں راوی کی ایک یا دو غلطیوں پر بھی اس پر عیب لگاتے ہیں اور اس کی حدیث کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں اس قسم میں سے اگر کوئی کسی راوی کی توثیق کرتا ہے تو اس کو دانتوں سے پکڑ لو اور اس کی توثیق کا اعتبار کر واور اگر وہ کسی راوی کو ضعیف قرار دے تو دیکھو اور کسی نے اس کی موافقت کی ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے موافقت کی ہے اور ماہرین فن میں سے کسی نے توثیق نہیں کی تو وہ راوی ضعیف ہے اور اگر توثیق کی ہے تو اس قسم کے محدثین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی تجریح بغیر تفسیر کے قبول نہ کی جائے یعنی ایسی حالت میں ابن معین کا صرف ضعیف کہنا کافی نہیں جب تک وہ ضعف کا سبب نہ بتادیں جبکہ دیگر اہل علم نے اس کی توثیق کی ہو، اس قسم کے معاملے میں توقف بہتر ہے اور وہ حدیث حسن سے قریب تر ہوگی، ابن معین، ابو حاتم اور جوزجانی متشدد نقاد میں سے ہیں۔

ایک قسم ان کے برعکس متساہل ہے جیسا کہ ابو عیسی ترمذی، ابو عبداللہ حاکم اور ابو بکر بیہقی۔ اور ایک قسم معتدل اور منصف مزاج کی ہے جیسا کہ بخاری، احمد بن حنبل، ابو زرعہ اور ابن عدی ''۔ [38] اور پھر ایسا مطلقاً بھی نہیں ہوتا کہ جو

---

[37] Al Shokani,Muhammad bin Ali Al-Shokani,**Al Fawaedul Mjmuah fil Ahadees Al Muzooah**,Tahqeeq:Abdurrhman Al muallami(Beirut:Mktaba:Dar al kutb alilmiya) P:30
[38] Al-Dahabi,**Zikro mn yotamado quloho fil jarhy wattadeel**,P:171

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

متساہل ہیں وہ ہمیشہ متساہل ہی ہوتے ہیں اور جو متشدد ہیں وہ ہر حکم لگانے میں متشدد ہوتے ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر ایک وقت میں ایک ناقد متساہل ہے تو دوسری حالت میں کسی خاص سبب کے تحت وہ متشدد بھی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے راویوں پر حکم لگانے میں بھی ائمہ کا اختلاف ہوتا ہے لیکن ائمہ حدیث کی اس کیفیت کو وہ جانتے ہیں جو ان کے احوال پر گہری نظر رکھتے ہیں ۔[39] گویا بعض اوقات ائمہ جرح وتعدیل کے فطری مزاج مختلف ہونے کی وجہ سے راوی کے بارے میں ان کے حکم بھی مختلف ہوتے ہیں۔

جیسا کہ علاء بن عبدالرحمن کو جمہور محدثین نے ثقہ کہاہے۔ جیسا کہ امام عجلیؒ نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔[40] امام احمد اس کے بارے میں کہتے ہیں: "ثقۃ"۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں: "صالح"۔امام ابن سعد کہتے ہیں: "کان ثقۃ کثیر الحدیث" امام ابن معین فرماتے ہیں: "لیس بہ باس" امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔[41] امام ابن معین اس کے بارے میں ایک قول میں فرماتے ہیں: اس کی حدیث حجت نہیں۔[42] اس راوی کو جمہور ناقدین نے ثقہ قرار دیاہے اور امام ابن معین نے بھی ایک قول میں "لیس بہ باس" کہاہے جو ان کے الفاظ توثیق کے درجہ کے ہیں لیکن دوسرے قول میں جمہور محدثین کے برعکس ان کے الفاظ "لیس حدیثہ بحجۃ" بظاہر اس راوی پر جرح معلوم ہوتے ہیں لیکن چونکہ امام ابن معین جرح میں متشدد ہیں لہذا توثیق کے مقابلے میں ان کی یہ جرح بوجہ تشدد ہے جو کہ محل نظر ہے۔ [43]

8. ناقد کا راوی پر غیر منصفانہ حکم:

بعض اوقات ناقد کسی راوی پر حکم لگانے میں حقائق کو سامنے نہیں رکھتا بلکہ اس پر غیر منصفانہ حکم لگادیتا ہے اس کی کئی ایک وجوہات ہوتی ہیں جیسا کہ بعض نقاد اپنے دینی عقائد اور فقہی مسالک کے مختلف ہونے کی وجہ سے کسی راوی پر حکم لگانے میں متشدد یا متساہل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے راوی کی صحت وضعف میں اختلاف ہو جاتاہے۔ جیسا کہ امام ابن معین، امام شافعی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''وہ ثقہ نہیں ہیں۔'' امام ابن معین کی امام شافعی جیسے کبار ائمہ پر جرح محض عقائد و نظریات کے مختلف ہونے کی بناپر ہے حالانکہ امام شافعی کی ثقاہت میں تو کوئی شک نہیں۔امام احمد

[39] Al Shokani,**Al Fawaedul Mjmuah fil Ahadees Al Muzooah**,P:9

[40] Al Ajli, **Tarekh al siqab**,P:343

[41] Ibn e Hjar,**Tahzeeb Al-Tahzeeb**,8/187

[42] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,6/357

[43] Asri,**Tozeeh ul kalam fi wojubil qiraaty khulfil emam**,P:168

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

سے جب کہا گیا کہ امام ابن معین،امام شافعی پر کلام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یحییٰ تو شافعی کو جانتا ہی نہیں اور نہ ہی وہ یہ جانتا ہے کہ شافعی کیا کہتا ہے اور جو کسی چیز سے لاعلم ہو وہ اس سے عداوت رکھتا ہے۔ابو عمر کہتے ہیں کہ امام احمد نے سچ کہا امام شافعی جو کہتا ہے یحیی بن معین اسے جانتے ہی نہیں۔[44]

بسا اوقات ناقد خود ضعیف ہوتا ہے اور دنیوی مقاصد اور خواہشاتِ نفس کے حصول کے لئے رواۃ پر کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ احمد بن شبیب بن سعید حبطی ثقہ راوی ہے۔ امام ابو حاتم اس کے متعلق فرماتے ہیں: "صدوق "[45] امام ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔[46] امام بخاری اور علی بن مدینیؒ نے اس سے روایات لی ہیں۔[47] جبکہ ابوالفتح الازدی نے فرمایا ہے کہ: ''منکر الحدیث اور ناپسندیدہ شخص ہیں۔''[48] گویا ابوالفتح الازدی نے جمہور محدثین کے برعکس اسے ضعیف کہا ہے در حقیقت ابوالفتح خود قابل اعتبار نہیں،اس نے بہت سارے راویوں کو بلا دلیل ضعیف قرار دیا ہے اسی لئے اس کی کتاب "الضعفاء" پر بھی مواخذہ کیا گیا ہے۔[49] حافظ ابن حجر اس کے متعلق فرماتے ہیں: ''ازدی کے اس قول کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا بلکہ ازدی خود غیر پسندیدہ ہے''۔[50]

9. بتقاضاء بشری ناقد کی غلطی:

خطاء و غلطی ایک بشری کمزوری ہے انسان ہونے کے ناطے ہر انسان سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی خطاء سے پاک نہیں۔ بعض محدثین کرام کو بھی اس بشری تقاضے کی وجہ سے کچھ رواۃ پر حکم لگانے میں غلطی لگی۔ جیسا کہ امام احمد فرماتے ہیں: "وَمَنْ يَعْرَى مِنَ الْخَطَأِ

---

[44] Ibn e Abdulbarr,Abu Umar ,Yosf bin Abdullah bin Muhammad,**Jamiul Bayanil elam wa fazlohu**,Tahqeeq:Abi al Ashbal Al zohieri(Saodiya,Mktaba:Dar ibn jozi,Taba: awwl 1414H)2/1113

[45] Ibn e Hjar,**Tahzeeb Al-Tahzeeb**,1/36

[46] Ibn e Hibban,**Al-Siqat**,8/11

[47] Ibn e Hjar,**Tahzeeb Al-Tahzeeb**,1/36

[48] Ibid

[49] Al-Dahabi,**Siyyar Alaminnubala**,16/348

[50] Ibn e Hjar,**Tahzeeb Al-Tahzeeb**,1/36

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

وَالتَّصْحِيفِ؟"[51] ''کون ہے جو خطاء اور تصحیف سے بچ سکا؟''۔امام مسلم اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:'' گزرے ہوئے اسلاف سے لے کر ہمارے زمانے تک حدیث کو روایت کرنے والا جو بھی ہے اس سے حدیث کو حفظ کرنے اور اسے نقل کرنے میں غلطی کا امکان ہے اگرچہ وہ لوگوں میں بہت زیادہ حافظے اور تقوے والا اور حفظ و نقل میں پختہ ہو'' ۔[52]

اسی بات کو امام ترمذی ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں :''ائمہ حدیث کو سماع کے وقت حفظ، پختگی اور تثبت میں ایک دوسرے پر فوقیت تھی لیکن اس کے ساتھ خطا اور غلطی سے کبار ائمہ بھی اپنے حافظے کے باوجود نہیں بچ سکے''۔[53] جیسا کہ ابو نضر اسحاق بن ابراہیم الفرادیسی کو جمہور ائمہ حدیث ثقہ قرار دیتے ہیں۔[54] امام دار قطنی بھی اس کی توثیق بیان کرتے ہیں۔[55] امام بخاری نے بھی اس سے حدیث کو روایت کیا ہے۔[56] لیکن امام ابن عدی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور ضعف کی حجت اس روایت کو قرار دیتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ هَارُونَ بْنِ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو النَّضْرِ الدِّمَشْقِيِّ، حَدَّثَنا عَبد الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وسَلَّم قَال: **إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ.**

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہشام بن عروہ سے مرفوعاً غیر محفوظ ہے اور ابو نضر الدمشقی اس کو یزید بن ربیعہ سے بیان کرتے ہیں۔[57] یعنی ابن عدی اس کو ابو نضر اسحاق بن ابراہیم کے وہم کی وجہ سے

---

[51] Ibn Al-salah,**Muqadma Ibn al-Salah**,P:279

[52]Muslim bin Hajjaj,**Al-tamyeez**,Tahqeeq:Muhammah Mustafa Alazami (Saodiya,Mktaba:Al kosar,Taba:soom1410H)P:170

[53] Al Tirmidhi,Muhammah bin Isa,**Al ilal ul sageer**,Tahqeeq:Ahmed Muhammad Shakir (Beirut, Mktaba: Dar Ahyao turas al arbi)1/746

[54] Ibn e abi Hatim,**Al–jarho wattadeel**,2/208

[55]Al Brqani,Ahmed bin Muhammad bin Ahmed**, Sowalatul Burqani liddarqutani**,Tehqeeq:Aburraheem Muhammad Ahmed Al qshqari(Lahore:Kutab Khana Jameli)P:16

[56] Ibn e Hjar**,Tahzeeb Al-Tahzeeb**,1/219

[57] Ibn e Adi,**Al-kamil fi alzuafa**,1/551

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

ضعیف قرار دیتے ہیں حالانکہ یہاں پر امام ابن عدی سے غلطی ہوئی کیوں کہ اس کی سند میں وہم ابو نضر کی وجہ سے نہیں بلکہ یزید بن ربیعہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عساکر امام ابن عدی کے اس قول پر تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ان احادیث میں وہم یزید بن ربیعہ کی طرف سے ہے نہ کہ ابو نضر کی وجہ سے کیونکہ یزید ضعف میں مشہور ہے''۔[58] امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں تقریبا دس ہزار راویوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن بعض راویوں کے متعلق ان پر امام ابو زرعہ رازی نے اعتراضات کئے اور پھر امام ابو حاتم نے ان اعتراضات میں سے بعض پر امام ابو زرعہ کی موافقت کی اور بعض میں ان کی مخالفت کر کے امام بخاری کے موقف کی تائید کی اور بعض مقامات پر کاتب کی غلطی قرار دی۔ امام ابو زرعہ نے امام بخاری پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کو امام ابن ابی حاتم نے "بیان خطاء البخاری فی تاریخہ" کے نام سے کتاب مرتب کر کے جمع کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری پر امام ابو زرعہ کے بہت سارے اعتراضات بے بنیاد اور غلط ہیں اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لئے علامہ معلمی کا کتاب" بیان خطاء البخاری" کا مقدمہ، خطیب بغدادی کی "موضح اوہام الجمع والتفریق"، اور مولانا ارشاد الحق اثری کی کتاب "امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ" قابل مطالعہ ہیں۔ بہر حال امام بخاری سے سہو ہوا یا پھر امام ابو زرعہ سے اعتراضات کرنے میں غلطی ہوئی، مقصود یہ ہے کہ راویوں پر حکم لگانے میں بعض محدثین سے بتقاضائے بشری غلطیاں ہوئیں، جیسا کہ بعض صحابہ کرام کو بھی اسی ضعف بشری کی وجہ سے کئی دفع مسائل میں وہم ہوا، حضرت عائشہ نے ان صحابہ کرام کے بعض اوہام کی نشاندہی فرما کر ان کی تصحیح فرمائی۔ سیدہ عائشہ کی ان تمام تصحیحات کو امام زرکشی نے اپنی کتاب" الْإِجَابَةُ لِإِيْرَادِ مَا اسْتَدْرَكَتْهُ عَائِشَةُ عَلَى الصَّحَابَةِ "میں جمع فرمادیا ہے۔

الغرض راوی پر صحت وضعف کا حکم لگانے میں محدثین کے اختلافات کے اسباب میں سے ایک سبب انسان ہونے کے ناطے ناقد سے غلطی کا صادر ہونا بھی ہے۔

خلاصہ کلام:

زمین میں انسانوں کے مابین اختلاف ایک فطری امر ہے دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں انسان کا دخل ہو اور اس

[58] Ibn e Asakir, Abu al Qasim Ali bin Hasan, **Tareekh e Damishq**, Tahqeeq: Amr bin Garramah (Mktaba: Dar ul fikr littabath e wannashar wattozeea1415H) 8/172

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P. 65-80
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar4

میں اختلاف نہ ہوا ہو۔لوگوں کے مزاج، علم، عقل وشعور، فہم وفراست اور رہن سہن کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ہر معاملے میں آراء بھی مختلف ہوتی ہیں۔عام انسانوں کی طرح محدثین کے مابین بھی راویان حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف واقع ہوا ہے لیکن تمام شعبہ ہائے زندگی کے اختلافات کی نسبت حکمِ رواۃ پر ائمہ نقاد کے اختلافات کو سمجھنا اور ان کے اسباب کا جائزہ لینا انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کا تعلق حدیثِ رسول کے ساتھ ہے جو کہ قرآنِ کریم کی تشریح وتوضیح اور دینِ اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے تاکہ اس کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو دور کیا جاسکے۔

بنیادی طور پر رواۃ کی توثیق وتضعیف میں اختلاف یا تو ناقد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے ہوتا ہے یا پھر جرح وتعدیل کے قواعد اور ان کی تطبیق کے اعتبار سے۔ناقد کی ذاتی حیثیت کے اعتبار سے اختلافاتِ محدثین کے کئی ایک اسباب ہیں۔ بعض اوقات ائمہ نقاد اپنی علمی وسعت اور رواۃ کی معرفت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اسی علمی تفاوت کی وجہ سے کچھ ائمہ حدیث تمام راویوں کی حالاتِ زندگی سے واقف ہوتے ہیں لیکن کچھ محدثین سے بعض رواۃ کے عمومی احوال یا خاص حالتِ ضعف پوشیدہ رہتی ہے،اس علمی تفریق کی وجہ سے راوی پر حکم لگانے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔بسا اوقات یہ علمی تفاوت معرفتِ حدیث میں ہوتا ہے، بعض ناقدینِ حدیث راوۃ کی تمام احادیث سے واقفیت رکھتے ہیں لیکن کچھ ائمہ جرح وتعدیل راوی کی تمام احادیث سے یا کسی خاص شیخ یا شہر والوں کی احادیث سے لاعلم رہتے ہیں جو کہ ناقابلِ اعتبار ہوتی ہیں،اس وجہ سے بھی راوی پر حکم لگانے میں محدثین کا اختلاف ہو جاتا ہے ۔اسی طرح فطری مزاج مختلف ہونے کی وجہ سے کچھ محدثین حدیث پر حکم لگانے میں متشدد، کچھ متساہل اور کچھ معتدل ہوتے ہیں۔ محدثین کے فطری مزاج کا مختلف ہونا بھی راوی پر حکم لگانے میں اثر انداز ہوتا ہے۔ بعض ناقدین دنیوی مقاصد کے حصول یا عقائد کے مختلف ہونے کی بنا پر راوۃ پر غیر منصفانہ حکم لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے ائمہ نقاد کے ساتھ راوی کی صحت وضعف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ خطاء وغلطی ایک بشری کمزوری ہے انسان ہونے کے ناطے ہر انسان سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے بعض محدثین کو بھی اس بشری تقاضے کی وجہ سے بعض رواۃ پر حکم لگانے میں غلطی لگی جو دوسرے محدثین کے ساتھ اختلاف کا ایک سبب بنی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)